© rasailojaraid.com

اب شاہ جی نے پوچھا، کیوں بھائی ہن سمجھ آئی ؟ کہنے لگے "شاہ جی ڈاہڈی سمجھ آئی" لو بھئی گجراتیو، تم بھی غالباً وہاں پہنچے ہوئے تھے"۔ (قہقہے)

پھر آغا نے بلند آہنگ ہو کر مجمعے سے کہا: "حافظ صاحب نے ان کی غیرت کا ذکر کیا ہے۔ یاد رکھو غیرت اگر جاگ اُٹھے تو کچے گھڑے میں جاگ اٹھتی ہے کہ میں کسی کی بیٹی کو پار نہیں جانے دوں گا، یہیں ڈبو دوں گا، نہ جاگے تو انسان میں نہیں جاگتی صبا کی طرح چھوتی چلی جاتی ہے"۔

علامہ احسان الٰہی کی تقریر کے دوران کسی من چلے نے دانستہ طور پر نعرۂ رسالت گونجا دیا تھا۔ آغا کہنے لگے:

"نعرہ لگانے والے کا خیال تھا کہ یہ نعرہ حافظ احسان الٰہی ظہیر کو شاید گولی بن کر لگے گا۔ بھئی وہابی تو میں بھی ہوں، مگر میں ذرا گلابی ہوں۔ میرے پاس وقت ہوتا تو میں صرف سیرۃ النبیؐ کے موضوع پر آپ سے مخاطب ہوتا۔ پچھلے دنوں میں عمرہ کرنے حجاز گیا۔ طوافِ کعبہ سے فارغ ہوا تو کسی نے پوچھا: "مدینے بھی جاؤ گے"؟ میں نے کہا، کیوں نہیں۔ میں نے اُن کی وجہ سے تو اس گھر کو پہچانا ہے، ورنہ میرا اس گھر کے ساتھ تعلق کیا ہے؟ یہاں جبینیں جھکتی ہیں، تو وہاں دل جھکتے ہیں۔ یہاں فرض سجدہ کرتا ہے، تو وہاں عشق سجدہ کرتا ہے۔ میں نے طواف کرتے ہوئے اقبال کے اس شعر کو بار بار دہرایا اور اس کے معانی سمجھے ؎

زمانہ کہنہ بُتاں را ہزار بار آراست
من از حرم نگذشتم کہ پختہ بنیاد است

میں حجرِ اسود کو بوسہ دینے لگا تو یوں لگا جیسے حضورؐ ابھی بوسہ دے کر ہٹے ہوں ؎

ابھی اِس راہ سے کوئی گیا ہے
کہے دیتی ہے شوخی نقشِ پا کی

"یاد رکھو بات گالی سے نہیں ہوتی، دلیل سے ہوتی ہے۔ اگر میری کوئی بات معقول نظر آئے، مناسب نظر آئے اور امرِ واقعہ کے مطابق نظر آئے، اُسے تو آویزۂ گوش بنا لیجیے، ورنہ اس طرح پھینک دیجیے جیسے رات کی تاریک تنہائی میں بیوہ کا آنسو مٹی میں جا کر جذب ہو جاتا ہے"۔

ان دنوں ملکی سیاست میں اسلام اور سوشلزم کے درمیان آویزش عروج پر تھی۔ آغا صاحب اسلام پسند حلقے کی بعض تعبیرات سے اتفاق نہیں رکھتے تھے، مثلاً ملکیتِ زمین کے مسئلے پر اس دور میں جو آرا پیش کی جا رہی تھیں، آغا مرحوم اُن سے مطمئن نہ تھے۔

اس کے باوجود وہ سوشلزم کے فلسفے اور سیاست کو نئی مسلمان نسلوں کے لیے خطرہ سمجھتے تھے۔ انھوں نے نعرۂ رسالت لگانے والے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا:

"او یا رسول اللہ کا نعرہ لگانے والے میرے بھائی، یہ تصوف کے سارے سلسلے چشتی، سہروردی، نقشبندی اور قادری جانتے ہو کہاں سے آئے، یہ سب سمرقند سے آئے، بخارا سے آئے، تاشقند سے آئے، جس تاشقند کا راز لے کر پاکستان کا ایک لیڈر اس طرح پھرتا ہے، جیسے شاعرانہ غلطی آغوش میں بچہ لیے پھرتی ہے۔ کراچی میں کہتا ہے لاہور میں بتاؤں گا، لاہور میں کہتا ہے، راولپنڈی میں بتاؤں گا۔ پنڈی میں جا کر کہتا ہے مجھے ایک کرنل نے راز فاش کرنے سے منع کر دیا ہے۔ میں دعوے سے کہتا ہوں، کوئی کرنل نہیں، سب جھوٹ ہے۔ کوئی اس لیڈر سے یہ نہیں پوچھتا ؎

جو تمہاری طرح کوئی تم سے جھوٹے وعدے کرتا
تمہی منصفی سے کہہ دو تمہیں اعتبار ہوتا ؟

میں عرض کر رہا تھا کہ ان بستیوں میں جب سوشلزم آیا تو کیا میں پوچھ سکتا ہوں کمیونسٹوں سے کہ پھر وہاں کوئی بخاری اُٹھا، کوئی قدوری کا درس دینے والا اُٹھا؟ اب تو وہاں عالی شان مسجدیں کھنڈر ہو چکی اور اپنی بربادی کا نوحہ پڑھ رہی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ پاکستان میں سوشلزم کے نعرے کو جدید سرمایہ داری نظام نے جنم دیا ہے۔ اس کے سوا کوئی اور وجہ نہیں۔

کراچی یونیورسٹی میں ایک پروفیسر صاحب نے مجھ سے سوال کیا، آغا صاحب یہ تو بتائیے کہ ہماری نئی نسلیں ماضی سے بے خبر، حال سے برگشتہ اور مستقبل سے مایوس کیوں ہو گئی ہیں کہ تو میں نے جواب دیا تھا کہ پاکستان میں دولت کی غیر منصفانہ تقسیم نے یہ صورتحال پیدا کی ہے"۔ اُن دنوں سوشلزم کے خلاف سب سے بڑی قوت جماعتِ اسلامی تھی۔ مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی مرحوم کو منبر و محراب سے بھی مخالفت کا سامنا تھا اور باہر سوشلسٹ عناصر ان پر امریکی ایجنٹ ہونے کا الزام لگا رہے تھے۔ آغا صاحب نے مولانا سے اپنی عقیدت وارادت کا ان الفاظ میں اظہار کیا:

"میں جماعت اسلامی کا متفق نہ رکن، لیکن میں مولانا مودودی کی تحریروں سے بے اندازہ متاثر ہوں۔ قدرت نے ان کی تحریروں میں ایسی تازگی دی ہے، جیسے ماں کی گود کے معصوم بچے کے چہرے پر مسکراہٹ ہوتی ہے۔ کہکشاں میں اتنے رنگ نہیں جتنے رنگ مولانا مودودی کی انشا میں پائے جاتے ہیں۔ آبشاریں

بقیہ صفحہ ۳۶ پر دیکھیں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مولانا محمد عبدالحق چوہان

جادۂ اعتدال

قسط دوم

مجوسی نے جو حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کا غلام تھا شہید کر ڈالا۔ تو انہوں نے جوشِ انتقام سے بے تاب ہو کر قاتل کی کمسن لڑکی اور ہرمزان کو جو ایک نومسلم ایرانی تھا اور جفینہ کو جو ایک نصرانی ذمی تھا قتل کر دیا۔ کیونکہ ان دونوں کے بارے میں ان کا یہ خیال تھا کہ یہ بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مشورۂ قتل میں شریک تھے۔

اس مقام پر نعمانی صاحب اپنی ثُبانی صفت کے ساتھ پوری طرح جلوہ گر ہیں کیونکہ حضرت عُبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اگرچہ روایت کے اعتبار سے صحابی نہیں لیکن رؤیت کے لحاظ سے تو صحابی ہیں کیونکہ ان کی ولادت سنہ ۶ھ سے قبل ہے اس لئے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی والدہ مُلیکہ "کو سنہ ۶ھ میں طلاق دے دی تھی۔ تو پھر یہ بات بالکل ہی بدیہی ہے کہ ان کی ولادت اس سال سے پہلے ہو چکی ہو گی۔ لیکن نعمانی صاحب ان کے نام کے ساتھ نہ تو "حضرت" کا لفظ تحریر کرتے ہیں اور نہ ہی "رضی اللہ عنہ" کا دعائیہ کلمہ تحریر کرتے ہیں۔ معلوم نہیں کہ حضرت عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما پر اس طرح کے غصّہ کا اظہار حُبِّ ہرمزان کا نتیجہ ہے یا کہ بغضِ معاویہ کا کیونکہ حادثۂ صفین میں یہ حضرت مُعاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔

عبید اللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنهما ولد علی عهد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولد احفظہ روایتہ عنہ ولا سماعاً منه وكان من انجاد قريش و فرسانهم قتل عبید اللہ بن عمر بصفين مع مُعاویہ۔ (الاستیعاب صا۴۳۱ ج ۳)

عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں پیدا ہوا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی روایت اور نہ ہی آپ سے اس کا سماع ہمیں معلوم ہے۔ یہ شخص قریش کے شرفاء اور شہسواروں میں سے تھا۔ موقع صفین پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا اور اسی جنگ میں اس کی شہادت ہوئی۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نعمانی صاحب حضرت عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے جذبۂ انتقام کے محرک کو بیان نہیں کرتے صرف یہ ارشاد فرماتے ہیں:۔

کیونکہ ان دونوں کے بارے میں ان کا یہ خیال تھا کہ یہ بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مشورۂ قتل میں شریک تھے۔

حالانکہ اصل محرک یہ تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت سے قبل حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما نے دیکھا کہ ہرمزان۔ ابولؤلو۔ اور حیرہ کا ایک نصرانی جس کا نام جفینہ تھا۔ ایک جگہ اکٹھے بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے ہیں۔ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ جونہی ان کے قریب گئے تو ابولؤلو وہاں سے اٹھا اٹھتے ہی اس کے ہاتھ سے ایک خنجر گر پڑا۔ جس کو اس نے اٹھالیا۔ حضرت عبدالرحمٰن نے یہ خنجر دیکھ لیا۔ ان سے پوچھا کہ اس خنجر سے تم کیا کام کروگے؟ انہوں نے کہا ہم اس سے گوشت کاٹیں گے۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر ابولؤلو مجوسی نے حملہ کیا اور اس سے جو خنجر برآمد ہوا تو یہ وہی خنجر تھا جو حضرت عبدالرحمٰن نے ہرمزان، ابولؤلو۔ اور جفینہ کے پاس دیکھا تھا۔ حضرت عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو جب اس واقعہ کا علم ہوا اور پھر انہوں نے حضرت عبدالرحمٰن سے اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے جواباً کہا کہ واقعی میں نے یہ خنجر ان کے پاس دیکھا تھا۔ اس پر انہوں نے ہرمزان اور جفینہ پر حملہ کر دیا۔ شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی مشہور کتاب "الاصابہ" میں تحریر فرماتے ہیں:۔

وسبب ذالك ما اخرجه ابن سعد من طريق يعلى بن حكيم عن نافع قال رأى عبد الرحمٰن بن ابى بكر الصديق السكين التى قتل بها عمر۔ فقال رأيت هذه امس مع الهرمزان وجفينه فقلت ما تصنعان بهذه السكين فقالا نقطع اللحم فانا لا نمس اللحم۔ فقال له عبيد الله بن عمر انت رأيته معهما۔ قال نعم۔ فاخذ سيفه۔ ثم اتا هما

اس کا سبب وہ ہے جس کو ابن سعد نے یعلی بن حکیم کی سند سے نقل کیا ہے۔ وہ یہ کہ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر الصدیق نے جب وہ خنجر دیکھا جس کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا تھا تو انہوں نے کہا یہ خنجر تو میں نے کل ہرمزان اور جفینہ کے پاس دیکھا تھا۔ اور میں نے ان سے پوچھا تم اس خنجر سے کیا کام کروگے تو انہوں نے کہا ہم اس سے گوشت کاٹیں گے کیونکہ ہم گوشت کو ہاتھ نہیں لگاتے۔ پھر حضرت عبیداللہ بن عمر نے ان سے پوچھا کہ واقعی آپ نے یہی خنجر ان کے پاس دیکھا تھا انہوں نے کہا ہاں اس پر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فقتلهما واحد بعد واحد فارسل الیه عثمان فقال ما حملك علیٰ قتل هٰذین الرجلین فذکر القصة (الاصابہ ص۵۹ ج ۳)

عبید اللہ اپنی تلوار لے کر ان کے پاس آ گئے، اور یکے بعد دیگرے دونوں کو قتل کر دیا۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کے پاس پیغام بھیجا کہ تو نے ان دونوں کو کیوں قتل کیا ہے اس پر انہوں نے اصل واقعہ بیان کیا۔

حضرت عبید اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے اس اقدام کے بعد صحابہ کے درمیان اس امر پر اختلاف رونما ہوا کہ ہرمزان کے قصاص میں عبید اللہ کو قتل کیا جائے یا کہ نہ۔ بعض حضرات کی یہ رائے تھی کہ حضرت عبید اللہ کو قصاصاً قتل کیا جائے کیونکہ ہرمزان "معصوم الدم" تھا۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی رائے بھی یہی تھی اور بعض حضرات کی یہ رائے تھی کہ عبید اللہ کو قصاصاً قتل نہ کیا جائے کیونکہ ہرمزان اور جفینہ حضرت عمر کے قتل کی سازش میں ابولؤلؤ مجوسی کے ساتھ برابر کے شریک ہیں اس لئے وہ معصوم الدم ہی نہیں رہے ہے۔ مرتبِ رسالہ اور ناقد رسالہ نے صحابہ کے اس اختلاف کو جس صورت میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے وہ ان کی کوتاہ بینی اور کج فہمی پر برہان بیّن ہے۔ مرتب رسالہ کی رائے یہ ہے کہ :

> حضرت عثمان جب خلیفہ منتخب ہو گئے تو بجائے اس کہ مسلمانوں کے عظیم سربراہ اور محمد رسول اللہ کے خاص صحابی حضرت عمر کے قتل کی باقاعدہ تحقیق کر کے اس سازش میں ملوّث تمام دوسرے افراد کے خلاف مکمل کارروائی کا مطالبہ کیا جاتا بنو ہاشم اور حضرت علی کی طرف سے یہ مطالبہ کیا گیا کہ عبید اللہ بن عمر کو ہرمزان کے بدلہ میں قتل کر دیا جائے۔

مرتب رسالہ اس عبارت کے ذریعہ یہ تاثر پیدا کرنے کی کوشش میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قتل کی سازش میں شریک تھے اور قصاص کا مطالبہ انہوں نے اس بنا پر کیا تھا تاکہ مسلمانوں کی توجہ تحقیق سازش کی بجائے دوسری طرف منعطف ہو جائے۔ اور ناقدِ رسالہ اس جملہ پر تنقیدی بیان میں یہ تاثر پیدا کرنے کی کوشش میں ہے کہ قصاص کے مطالبہ پر صحابہ کا اتفاق تھا چنانچہ وہ تحریر کرتے ہیں کہ :

> پھر جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سریر آرائے خلافت ہوئے تو آپ نے ان کے بارے میں صحابہ سے مشورہ طلب کیا خود حضرت عثمان اور عام مہاجرین کی رائے یہی تھی کہ ان کو قصاص میں قتل کر دیا جائے۔ بنو ہاشم اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اس بارے میں کچھ تخصیص نہیں

نعمانی صاحب نے اپنی رائے کی تائید میں طبقات ابن سعد کی یہ عبارت پیش کی ہے :

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فلمّا استخلف عثمان دعا
المهاجرين والانصار فقال
اشيروا عليّ في قتل هذا الرجل
الذي فتق في الدين ما فتق
فاتفق المهاجرون على كلمة
واحدة يشايعون عثمان على
قتله (ص ۳۵٦، ج ۳)

جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو آپ نے مہاجرین وانصار کو طلب کرکے فرمایا کہ مجھے اس شخص کے بارے میں جس نے دین میں یہ رخنہ برپا کر دیا ہے۔ مشورہ دیجئے تو سب مہاجرین یک زبان ہو کر عبید اللہ کے قتل کرنے کے سلسلہ میں حضرت عثمانؓ کی تائید کرنے لگے۔

نعمانی صاحب نے یہاں ایک علمی خیانت کا ارتکاب کیا ہے کیونکہ انہوں نے ابن سعد کی ناقص عبارت نقل کرکے اپنی رائے کو موثق کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس عبارت کے آگے یہ عبارت ہے:

وجل الناس الاعظم مع عبيد الله
يقولون لجفينة والهرمزان
ابعدهما الله لعلكم تريدون
ان تتبعوا عمر ابنه فكثر في
ذلك اللغط والاختلاف ثم قال
عمرو بن العاص لعثمان
يا امير المؤمنين ان هذا الامر
قد كان قبل ان يكون لك على
الناس سلطان فاعرض
عنهم (طبقات ابن سعد ص ۳۵٦ ج ۳)

ایک بڑی جماعت لوگوں کی حضرت عبید اللہ کی تائید میں تھی اور انہوں نے کہا کہ ہرمزان اور جفینہ خدا ان کو غارت کرے۔ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ حضرت عمر کے بعد اس کے لخت جگر کو بھی قتل کیا جائے اس معاملہ میں زیادہ اختلاف ہو گیا اس کے بعد حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا امیر المومنین یہ معاملہ آپ کے سریر آرائے خلافت ہونے سے پہلے کا ہے آپ ان کی طرف توجہ ہی نہ دیں۔

اور "الاصابہ" میں ہے:

فلما استخلف عثمان قال
اشيروا عليّ فيما فعل الرجل
فاختلفوا فقال عمرو بن العاص

جس وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سریر آرائے خلافت ہوئے تو انہوں نے صحابہ سے مشورہ طلب کیا اور کہا کہ مجھے مشورہ دیجئے جس نے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ان الله عفاك ان يكون هذا الامر
ولك على الناس سلطان فترك
وودى الرجلين والجارية۔
(ص ۴۶ ج ۳)

یہ کام کیا ہے اس کے فیصلہ اور مشورہ میں صحابہ نے اختلاف کیا۔ اس پر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا کہ خدا نے آپ کو اس سے بچا لیا ہے کیونکہ یہ معاملہ آپ کے دورِ خلافت سے پہلے کا ہے اس لئے حضرت عثمان نے ان کو چھوڑ دیا اور دو مردوں اور ایک لڑکی کی دیت ادا کر دی۔

علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ البدایہ میں تحریر کرتے ہیں :

فلما ولی عثمان وجلس للناس
کان اول ما تحوکم الیہ فی
شان عبید اللہ۔ فقال علی
ما من العدل ترکہ۔ و
امر بقتلہ۔ وقال بعض
المهاجرين أ يقتل ابوبالامس
ويقتل هواليوم فقال عمرو بن
العاص يا اميرالمؤمنين قد
برأك الله من ذالك قضية لم
تكن فى ايامك فدعها عنك فودى
عثمان رضى الله عنه اولئك القتلى
من ماله لان امرهم اليه
اذ لا وارث لهم الا بيت المال
والامام يرى الاصلح فى
ذالك وخلى سبيل عبيد الله۔

جس وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ منتخب ہوئے اور لوگوں کے فیصلہ کے لئے بیٹھے تو سب سے پہلا فیصلہ ان کی خدمت میں عبید اللہ کے متعلق پیش کیا گیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ عبید اللہ کو یونہی چھوڑ دینا انصاف نہیں اور انہوں نے عبید اللہ کے قتل کرنے کے متعلق حکم دیا۔ اور بعض مہاجرین نے کہا کل اس کا باپ قتل کیا گیا ہے آج اس کو قتل کر دیں یہ کس طرح ہو سکتا ہے؟ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا اے امیر المومنین خدا نے آپ کو اس معاملہ سے بچا لیا ہے اس لئے کہ یہ معاملہ آپ کے دورِ خلافت سے پہلے کا ہے آپ اس کو چھوڑ دیں۔ اس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے مال سے مقتولین کی دیت ادا کر دی کیونکہ ان کا معاملہ حضرت عثمان ہی کے سپرد تھا کیونکہ ان کا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(البدایہ ص۱۴۸ ج ۷)

وارث بیت المال کے علاوہ دوسرا کوئی نہیں تھا اور امام اس طرح کے معاملات میں خود مختار ہے وہ جس طرح مصلحت دیکھے اسی طرح کر سکتا ہے اور انہوں نے حضرت عبید اللہ کو چھوڑ دیا۔

اور حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس معاملہ کا جو تجزیہ کیا ہے وہ آب زر سے تحریر کرنے کا مستحق ہے اس لئے فائدہ کی تمامیت کی غرض سے ہم اس کو بطور ہدیہ کے قارئین کی خدمت میں پیش کرتے ہیں:۔

وقد قال عبد الله بن عباس لما قتل عمر وقال له عمر كنت انت وابوك تحبان ان تكثر العلوج بالمدينة فقال ان شئت ان نقتلهم فقال كذبت ـ اما بعد اذ تكلموا بلسانكم وصلوا الى قبلتكم ـ فهذا ابن عباس وهو افقه من عبيد الله بن عمر وادين وافضل بكثير يستأذن عمر في قتل علوج الفرس مطلقاً الذين كانوا بالمدينة لما اتهموهم بالفساد اعتقدوا جواز مثل هذا فكيف لا يعتقد عبيد الله جواز قتل الهرمزان ـ فلما قتل الهرمزان استشار عثمان الناس في قتله فاشار عليه طائفة من الصحابة ان لا تقتله فان اباه قتل بالامس

جس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ زخمی کئے گئے تو انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو فرمایا تھا کہ تو اور تیرا والد اس بات کو پسند کرتے تھے کہ مدینہ میں غلاموں کی بہتات ہو اس پر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اگر آپ کی مرضی ہو تو ہم ان غلاموں کو قتل کر دیں۔ تو اس پر حضرت عمر نے فرمایا کہ تم نے غلط کہا جس وقت انہوں نے کلمہ پڑھ لیا اور ہمارے قبلہ کی طرف منہ کر کے انہوں نے نماز پڑھ لی اب ان کو قتل کرنا صحیح نہیں۔ یہ حضرت ابن عباس فقاہت، دیانت اور فضیلت کے لحاظ سے حضرت عبید اللہ بن عمر سے بہت بلند درجہ ہیں جب وہ مدینہ کے تمام فارسی غلاموں کے قتل کرنے کی اجازت طلب کر رہے ہیں کیونکہ وہ ان غلاموں کو قتل اور سازش میں ملوث جانتے تھے۔ تو پھر یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ حضرت عبید اللہ بن عمر سازش کی بنا پر

© rasailojaraid.com